صفات متقین

نہج البلاغہ سے خطبہ ہمام کا سلیس اور رواں ترجم
جس میں مولا علی علیہ السلام نے متقین کی صفات کو بیان فرمایا

ترجمہ:
آیت اللہ ڈاکٹر سید نیاز محمد ہمدانی

تقدیم:

امیر المومنین امام المتقین

حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام

کی بارگاہ اقدس میں

نام کتاب:	صفات متقین (خطبہ امیر المومنین فی صفات متقین)
ترجمہ:	آیت اللہ ڈاکٹر سید نیاز محمد ہمدانی
اشاعت:	بار اول مئی 2015
مطبع:	معراجدین پرنٹنگ پریس۔ لاہور
تعداد:	تین ہزار

E-mail: syedniazm@yahoo.com

URL: www.drhamadani.com

www.drniazhamadani.blogspot.com

www.facebook.com/DrNiazMuhammadHamadani

Youtube: Ehsaantv

شعبہ تبلیغات: دفتر آیت اللہ ڈاکٹر سید نیاز محمد ہمدانی۔ لاہور۔ پاکستان

تعارف

اسلام کی اخلاقی اور عملی اقدار کو اگر کسی ایک لفظ میں سمیٹا جا سکتا ہے تو وہ لفظ ہے تقویٰ ۔قرآن مجید اور احادیث اسلامی میں تقویٰ کی اہمیت کو جس طرح اجاگر کیا گیا ہے اور جس قدر اس کی طرف دعوت دی گئی ہے اتنی اہمیت کسی اور بات کو نہیں دی گئی ہے ۔ بنیادی طور پر انسان کی زندگی کی دو ہی قسمیں قابل تصور ہیں : ایک وہ زندگی جس میں انسان کے تمام اعمال اور اخلاق کا مرکز و محور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہو۔ اور دوسرا وہ جس میں انسان کے تمام اعمال اور اخلاق کا مرکز اس کی اپنی خواہشات ہوں ۔ دوسرے الفاظ میں ہم اس طرح بھی کہہ سکتے ہیں کہ یا انسان کی زندگی کا مرکز و محور اللہ کی رضا ہو گی ،اس طرز زندگی کو ''خدا مرکزیت'' کا نام دیا جا سکتا ہے جبکہ دوسری قسم کی زندگی جس میں انسان کی اپنی خواہشات اس کی زندگی کا مرکز ہوں اسے ''خود مرکزیت'' کا نام دیا جا سکتا ہے۔
خدا مرکزیت کا دوسرا نام تقوی ہے اور خود مرکزیت کا دوسرا نام فسق و فجور ہے۔
اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سورہ شمس میں گیارہ قسمیں کھانے کے بعد ایک ہی بات کی ہے :

فَاَ لْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَ تَقْوٰيهَا . قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰاهَا وَ قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰاهَا

(اللہ نے انسان کو فطری طور پر فجور اور تقویٰ کا شعور عطا کر دیا ہے اور جس نے تقویٰ کی راہ اختیار کر کے اپنے آپ کو اور اپنی زندگی کو پاکیزہ کر لیا وہی کامیاب و کامران ہے اور جس نے فسق و فجور کی راہ پر چل اپنے آپ کو گناہوں سے آلودہ کر لیا اور آلودہ زندگی گزاری وہ ہلاک و نامراد ہوا)

اسی طرح سورہ نباء آیت 31 میں اللہ تعالیٰ نے واشگاف الفاظ میں اعلان فرمایا :

اِ نَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازاً (کامیابی صرف اور صرف متقین کو ہی نصیب ہو گی)

امیر المومنین علیہ السلام نے جہاں اپنی عملی زندگی کا ہر قدم تقویٰ کے عین مطابق گزارا وہاں زندگی میں ہر موقع پر تقویٰ کی نہایت موثر انداز میں تعلیم بھی دی ۔ نہج البلاغہ جو آپ کے خطبات و مکاتیب و نصائح و ارشادات کو مجموعہ ہے ،اس میں جس بات پر سب سے زیادہ تاکید نظر آتی ہے وہ تقویٰ ہی ہے ۔ جس طرح قرآن هُـدًى لِلْمُتَّقِيْنَ ہے بلاشبہ اسی طرح نہج البلاغہ بھی هُدًى لِلْمُتَّقِيْن ہے ۔اس لیئے کہ یہ اس امام کے ارشادات کا مجموعہ ہے جو امام المتقین ہے ،جس کی زندگی قرآن کی عملی تفسیر ہے ۔اس لیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق :عَلِیٌّ مَعَ الْقُرْآنِ وَ الْقُرْآنُ مَعَ عَلِیٍّ (علی قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علی کے ساتھ ہے)

یہی وجہ ہے کہ امیر المومنین امام المتقین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے سر اقدس پر جب ضرب لگی تو آپ نے بے ساختہ اعلان فرمایا: فُزْتُ وَ رَبِّ الْكَعْبَةِ (رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہوا)

یہ مختصر پمفلٹ جو آپ کے ہاتھ میں نہج البلاغہ کے خطبہ 193 کا سلیس اور رواں اردو ترجمہ ہے۔ اس خطبہ میں مولا علی نے متقین کی صفات کو بیان فرمایا ہے۔اس میں ایک لطیف نکتہ یہ ہے کہ علم الاعداد کے مطابق علی کے عدد 110 ہیں۔اس خطبہ میں مولا نے متقین کی جو صفات بیان فرمائی ہیں ان کی تعداد بھی 110 ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو متقین کی یہ صفات اپنے اندر پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے کہ یہی ہماری دنیوی اوراخروی فلاح کا ذریعہ ہے۔تقویٰ کے بغیر نہ کوئی اسلامی یا کوئی اورانقلاب ہمارے کسی کام آسکتا ہے، نہ کوئی نام نہاد نظام خلافت وولایت ہمارے کسی درد کی دوا کرسکتا ہے،اس لیئے کہ ہمارااصل بحران تقویٰ کا فقدان ہے۔

ضروری ھدایات:

ترجمہ کو زیادہ سے زیادہ سلیس اور آسان بنانے کی پوری کوشش کی گئی ہے اور کچھ مقامات پر، بریکٹ کے اندر کچھ باتوں کی وضاحت کی گئی ہے تاکہ خطبہ کا پیغام پوری طرح سے اردو میں منتقل کیا جاسکتے۔

اس رسالہ سے زیادہ سے زیادہ روحانی فائدہ اٹھانے کے لیئے مندرجہ ذیل ہدایات پرعمل کریں:

1۔کسی آرام دہ اور پرسکون جگہ پرتنہائی میں بیٹھ جائیں۔نیت کرلیں کہ میں نے اپنے آپ کو امیرالمومنین علیہ السلام کی اس نصیحت کے مطابق ڈھالنا ہے۔پھرخلوص دل سے مولا کو سلام کریں: السلام علیک یاامیرلمومنین۔پھر مولا علی کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ آپ کے دل کو مولا کے اس خطبے کے نور سے منور کردے۔

2۔ ذرا اونچی آواز میں ایک ایک جملہ رک رک کر پڑھیں اور یہ احساس اپنے اندر پیدا کریں کہ آپ مولا کا فرمان اپنے آپ کو سنا رہے ہیں اور مولا کے جملے روشنی بن کر آپ کے دل میں اتر رہے ہیں۔

3۔کوشش کریں دن میں دوبار اس خطبہ کی تلاوت کریں۔ایک بار صبح کی نماز کے بعد اور ایک بار رات کو سونے سے پہلے۔(کوشش کریں کہ چالیس روز تک بلاناغہ باقاعدگی سے اس خطبہ کی تلاوت کریں)

4۔دن بھر اپنے کردار پر نظر رکھیں کہ اس خطبے کے مطابق عمل کررہے ہیں یا نہیں۔رات کو اس کی تلاوت کرتے وقت اس بات پر دھیان رکھیں کہ دن بھر کن کن باتوں پر عمل کرنے میں کوتاہی ہوئی۔

5۔اگر گھر کے چند افراد یا چند دوست، یا میاں بیوی مل کر اس کا مطالعہ کریں اور اس کے مطابق عمل کرنے میں ایک دوسرے کی مدد کریں تو بہت بہتر نتائج حاصل ہوسکتے ہیں۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى (نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو۔مائدہ: 2)

والله ولی التوفیق

ڈاکٹر سید نیاز محمد ہمدانی۔لاہور۔

13 رجب 1436 ہجری قمری بمطابق 3 مئی 2015

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امیر المومنین علیہ السلام کے ایک صحابی تھے جن کا نام ہمام تھا اور وہ ایک بہت عبادت گزار شخص تھے۔ایک دن انہوں نے مولا سے درخواست کی کہ یا امیر المومنین میرے لیئے متقین کی صفات اس طرح بیان فرمائیں کہ گویا میں انہیں دیکھ رہا ہوں۔تو امیر المومنین علیہ السلام نے اس کا جواب دینا گراں سمجھا اور آپ نے فرمایا: اے ہمام! تقویٰ اختیار کرو اور نیکی و احسان کی راہ پر چلو کیونکہ :

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِ يْنَ ا تَّقَوْا وَا لَّذِ يْنَ هُمْ يُحْسِنُوْنَ

ترجمہ: اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جنھوں نے تقویٰ اختیار کیا
اور نیکی و احسان کی روش پر چلتے ہیں۔

لیکن ہمام نے اس مختصر جواب پر قناعت نہ کی۔اس پر آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور رسول اور آل رسول پر درود و سلام کے ساتھ خطبہ کا آغاز کیا اور فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کو پیدا کیا، اور جب وہ انہیں پیدا کر رہا تھا تو ان کی اطاعت سے بے نیاز تھا اور ان کی نافرمانی سے مامون (یعنی بے خوف) تھا۔اس لیئے کہ نافرمانی کرنے والوں کی نافرمانی اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی اور اطاعت کرنے والوں کی اطاعت کا اسے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔پھر اس نے ان کے درمیان زندگی کے وسائل کو تقسیم کیا اور دنیا میں ہر ایک کو اس کے مقام پر رکھا۔پس اس میں جو صاحبان تقویٰ ہیں وہ صاحبان فضائل ہوتے ہیں:

ان کی گفتگو بالکل صحیح اور حق کے مطابق ہوتی ہے،
ان کے لباس میں اعتدال اور میانہ روی ہوتی ہے،
ان کی چال میں تواضع اور انکساری ہوتی ہے،
(یعنی زندگی کے تمام معاملات میں عاجزی اور انکساری کی روش اختیار کرتے ہیں اور تکبر نام کی کوئی چیز ان میں نہیں ہوتی)

اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے نظریں جھکائے رکھتے ہیں،
اپنے کانوں کو مفید علم کے لیئے وقف کر چکے ہوتے ہیں،
مصیبت اور آزمائش میں بھی ایسے ہی رہتے ہیں،
جیسے راحت و آسائش کے دنوں میں ہوتے ہیں۔
اگر موت کا وقت مقرر نہ ہوتا تو ان کی روحیں ثواب کے شوق،
اور سزا کے خوف سے پلک جھپکنے کی دیر کے لیئے بھی ان کے جسموں میں نہ رہتیں۔
خالق کی عظمت ان کے دلوں میں ایسے بس گئی ہے
کہ اس کے سوا ہر چیز ان کی نظر میں چھوٹی ہو گئی۔
جنت کے بارے میں ان کے یقین کا یہ عالم ہے
کہ گویا وہ اسے دیکھ چکے ہیں اور اس کی نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔
جہنم کے بارے میں ان کے یقین کی یہ کیفیت ہے
کہ گویا وہ اسے دیکھ چکے ہیں اور اس کا عذاب جھیل رہے ہیں۔
ان کے دل (اپنے اعمال کی کمی اور کوتاہی کی وجہ سے) غمگین رہتے ہیں۔
لوگ ان کے شر سے محفوظ ہوتے ہیں،
(کیوں کہ وہ کسی کو نقصان پہنچانے کا کوئی خیال ہی ذہن میں نہیں رکھتے)
ان کے جسم کمزور ہوتے ہیں ،
(کیونکہ وہ جسموں کو پالنے پوسنے کی بجائے اپنی روح کی پرورش پر توجہ دیتے ہیں)
ان کی ضروریات مختصر اور ہلکی پھلکی ہوتی ہیں،
ان کے نفس پاکیزہ وعفیف ہوتے ہیں،
اس زندگی کی چندروزہ تکالیف اور مشکلات پر صبر کرتے ہیں،
اور اس کے بعد (آخرت کی حقیقی زندگی میں) طویل راحت پاتے ہیں۔
ان کی تجارت (یعنی دنیا کی بجائے آخرت کو کمانا) فائدہ مند تجارت ہوتی ہے،

جوان کے رب نے ان کے لیئے آسان کر دی ہے۔
دنیا نے ان کو چاہا مگر انہوں نے دنیا کو نہیں چاہا۔
اس نے انہیں اپنی زنجیروں میں جکڑا مگر انہوں نے اپنے آپ کو آزاد کرا لیا۔
رات کے وقت ان کے قدم عبادت کے لیئے کھڑے رہتے ہیں،
قرآن کے پاروں کی ٹھہر ٹھہر کر تلاوت میں مصروف رہتے ہیں۔
اس تلاوت کے ذریعے اپنے (اعمال کی کوتاہی پر) اپنے دلوں کو غمگین کرتے ہیں،
اور اس کے ذریعے اپنی بیماری (نفسانی خواہشات کے غلبہ اور ایمان کی کمزوری)
کا علاج تلاش کرتے ہیں۔
جب کسی ایسی آیت کے پاس سے گزرتے ہیں
جس میں (جنت اور ثواب) کا شوق دلایا گیا ہوتا ہے
تو اس کی خواہش کرتے ہیں،
ان کے دل شوق سے اس کی طرف سر اٹھانے لگتے ہیں،
اور وہ سمجھنے لگتے ہیں کہ یہی ان کا نصب العین اور زندگی کا مقصد ہے۔
جب کسی ایسی آیت کے پاس سے گزرتے ہیں
جس میں (جہنم یا عذاب کا) خوف دلایا گیا ہو،
تو اپنے دلوں کے کانوں کو اس کی طرف متوجہ کر لیتے ہیں،
اور ایسا محسوس کرتے ہیں کہ آتش جہنم کے بھڑ کنے کی آواز
اور جہنمیوں کی چیخیں ان کے کانوں کی تہہ تک پہنچ رہی ہے۔
ان کی کمر رکوع کی حالت میں جھکی ہوتی ہے،
پیشانی، ہتھیلیاں، گھٹنے اور پاؤں کے انگوٹھے سجدے کی حالت میں
خاک پر بچھے ہوتے ہیں۔
اس حالت میں اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے ہوتے ہیں

کہ ان کی گردنوں کو گناہوں کی زنجیروں سے آزاد کردے۔
دن کے وقت وہ حلیم، صاحبان علم، نیک اور باتقویٰ ہوتے ہیں۔
خوفِ خدا نے انہیں ایسا سیدھا کیا ہوتا ہے
جیسے تیر تراشنے والے نے تیر سیدھا کیا ہوتا ہے۔
دیکھنے والے سمجھتے ہیں کہ وہ بیمار ہیں، حالانکہ وہ بیمار نہیں ہوتے۔
(جب وہ دنیاداروں کے انداز سے ہٹ کر نیکی، ایمان اور آخرت کی باتیں کرتے ہیں)
تو لوگ کہتے ہیں کہ یہ بے وقوف ہیں۔
(حالانکہ نہ یہ بیمار ہوتے ہیں اور نہ ہی بے وقوف) بلکہ حقیقت یہ ہے کہ
ایک بہت بڑی بات (یعنی آخرت کی تیاری) نے
انہیں دنیا اور دنیوی امور سے غافل کر رکھا ہوتا ہے۔
یہ اپنے تھوڑے سے نیک اعمال پر راضی (اور مطمئن) نہیں ہوتے
اور اپنے زیادہ اعمال کو بھی زیادہ نہیں سمجھتے۔
وہ اپنے (عمل کی کوتاہی پر) ہمیشہ اپنے آپ کو ملامت و سرزنش کرتے رہتے ہیں
اور اپنے اعمال سے خوف زدہ رہتے ہیں۔
جب کوئی ان کی تعریف کرتا ہے تو خوفزدہ ہو جاتے ہیں اور دل ہی دل میں کہتے ہیں:
میں اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر جانتا ہوں،
اور میرا رب مجھے مجھ سے بھی بہتر جانتا ہے۔
یا اللہ! جو کچھ یہ لوگ میرے بارے میں کہہ رہے ہیں اس پر میرا مؤاخذہ نہ فرما،
اور مجھے اس سے بھی بہتر بننے کی توفیق عطا فرما جو یہ مجھے سمجھ رہے ہیں،
اور میرے ان گناہوں کو معاف فرمادے جنہیں یہ نہیں جانتے۔
ان کی علامتوں میں سے ایک یہ ہے کہ تم دیکھو گے
کہ وہ دین کے معاملے میں بہت قوت والا ہوتا ہے،

(یعنی دینی معاملات میں کمزوری نہیں دکھاتا)،
اور جہاں نرمی کرنی ہوتی ہے وہاں بہت محتاط ہوتا ہے،
اس کے یقین میں ایمان ہوتا ہے،
علم کے معاملے میں بہت حریص ہوتا ہے،
(یعنی تھوڑے علم پر قناعت نہیں کرتا)
جہاں حلم سے کام لینا ہوتا ہے وہاں علم کا دامن ضرور تھامے ہوتا ہے،
جب دولتمند ہوتا ہے تو (فضول خرچی اور نمود و نمائش نہیں کرتا بلکہ)
اعتدال کی راہ پر رہتا ہے،
فقر و فاقہ و تنگدستی کو خوبصورتی سے جھیلتا ہے،
اس کی عبادت میں خشوع و خضوع ہوتا ہے،
مشکلات میں صابر ہوتا ہے،
اپنی ہر خواہش حلال کے ذریعے سے پوری کرتا ہے،
اس کی خوشی اور نشاط راہ ہدایت پر چلنے میں ہوتی ہے،
لالچ اور طمع سے اس کا دل سخت تنگ ہوتا ہے ،
(یعنی لالچ اور طمع سے سخت نفرت کرتا ہے)
نیک اعمال کرتے وقت خوف خدا سے لرز رہا ہوتا ہے،
شام ہوتی ہے تو اس کی ساری ہمت اس بات پر مرکوز ہوتی ہے
کہ وہ اللہ کا شکر ادا کرے۔
صبح ہوتی ہے تو اس کی ساری ہمت اس بات پر مرکوز ہوتی ہے
کہ دن بھر کے سارے کاموں اور سب حالات میں اللہ کو یاد رکھے۔
رات خوف خدا میں بسر کرتا ہے،
صبح ہوتی ہے تو اس بات پر خوش ہوتا ہے

کہ رات غفلت میں نہیں گزاری،
اور اس بات پر خوش ہوتا ہے کہ اسے اللہ کی رحمت
اور فضل کمانے کے لیئے ایک اور دن مل گیا ہے۔
جب اس کا نفس ان نفسانی خواہشات کو پورا کرنے لیئے اس پر دباؤ ڈالتا ہے
جن کو وہ پسند نہیں کرتا تو نفس کے مطالبے کو ہرگز پورا نہیں کرتا۔
اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک ان چیزوں میں ہوتی ہے
جو کبھی زائل نہیں ہوتی ہیں۔ (یعنی اللہ کی رضا اور اخروی اجر و ثواب)
جن چیزوں کو بقا و دوام حاصل نہیں ہے (یعنی دنیوی مال و دولت اور نفسانی لذت)
ان سے کنارہ کش رہتا ہے۔
اس کے علم میں حلم کی آمیزش ہوتی ہے۔
(یعنی جاہلوں کے جاہلانہ رویوں، جاہلانہ سوالوں یا کج بحثی پر سیخ پا نہیں ہو جاتا)
اس کا قول عمل کے ساتھ جڑا ہوتا ہے۔
(یعنی صرف زبان سے نیکی کی باتیں نہیں کرتا بلکہ ان پر عمل بھی کرتا ہے)
تم دیکھو گے کہ اس کی آرزوئیں مختصر ہوتی ہیں،
اس کی غلطیاں اور خطائیں کم ہوتی ہیں،
(اس لیئے کہ زیادہ تر گناہ اور خطائیں لمبی چوڑی دنیوی آرزوؤں
کی وجہ سے سرزد ہوتی ہیں)
اس کا دل اللہ کے سامنے حالت خشوع میں ہوتا ہے،
(یعنی اللہ کی عظمت کا احساس ہر وقت اس کے دل پر غالب ہوتا ہے)
اس کا نفس قناعت پسند ہوتا ہے،
اس کی خوراک بہت معمولی ہوتی ہے،
اس کے معاملات سادہ اور آسان ہوتے ہیں،

اپنے دین کی خوب حفاظت کرتا ہے،
اس کی شہوت مردہ ہو چکی ہوتی ہے،
اپنے غصے پر خوب قابو رکھتا ہے،
ہر خیر و بھلائی کی اس سے توقع کی جاسکتی ہے،
اور اس کے شر سے ہر کوئی امن میں ہوتا ہے،
اگر وہ غافل ہو (مثلاً سویا ہوا ہو) تو بھی اس کا شمار ذکر کرنے والوں میں ہوتا ہے،
اور اگر ذکر کر رہا ہو تو اس کا شمار غافلوں میں نہیں ہوتا۔
(جبکہ غیر متقی افراد کے بارے میں ممکن ہے کہ زبان سے ذکر کر رہے ہوں اور دل کسی اور چیز میں مصروف ہو۔ اس طرح بظاہر ذکر کرنے کے باوجود حقیقت میں وہ غافل ہی ہوتے ہیں)
کوئی اس پر ظلم کرے تو معاف کر دیتا ہے،
جو اسے محروم کر دے اس کے لیئے اپنی بخشش وعطا کا دروازہ کھلا رکھتا ہے،
جو اس سے قطع رحمی کرے اس سے صلہ رحمی کرتا ہے،
فحش باتوں اور کاموں سے دور ہوتا ہے،
اس کی بات دھیمی اور نرم ہوتی ہے،
منکرات (یعنی گناہ اور ناپسندیدہ باتیں اور کام)
اس کی زندگی سے غائب ہوتے ہیں جبکہ نیکی ہر وقت حاضر ہوتی ہے۔
اس کی نیکی اور خیر ہر وقت آرہے ہوتے ہیں،
اور شر ہر وقت جا رہا ہوتا ہے۔
(یعنی اس کی نیکی، خیر اور بھلائی میں مسلسل اضافہ ہوتا رہتا ہے اور برائیوں میں مسلسل کمی ہو رہی ہوتی ہے۔ اس طرح وہ نیکی میں مسلسل ترقی کر رہا ہوتا ہے)
ایسے حالات میں جہاں عام طور لوگوں کے قدم پھسل جاتے ہیں
اس کا طرز عمل انتہائی باوقار رہتا ہے۔

سختیوں میں نہایت صابر ہوتا ہے،
راحت وآسائش میں انتہائی شکر گزار ہوتا ہے،
جو اس سے بغض رکھتے ہیں ان کے ساتھ بھی بے انصافی نہیں کرتا،
اور جو اس سے محبت کرتے ہیں ان کی محبت میں گرفتار ہو کر گناہ نہیں کرتا،
(ان کی ناجائز طرفداری کرتے ہوئے کسی پر ظلم نہیں کرتا)
اس سے پہلے کہ اس کے خلاف گواہی دی جائے وہ حق کا اقرار کر لیتا ہے،
اگر کسی امانت کی حفاظت کا فریضہ اسے سونپا جائے تو (اس کی خوب حفاظت کرتا ہے اور) اسے ضائع نہیں ہونے دیتا۔
اسے نصیحت کی جائے تو بھولتا نہیں،
کسی کو برے ناموں سے نہیں پکارتا،
ہمسائے کو کوئی نقصان اور تکلیف نہیں پہنچاتا،
مصیبت میں کسی کو برا بھلا نہیں کہتا،
باطل میں داخل نہیں ہوتا، حق سے باہر نہیں جاتا،
اگر خاموش ہو تو کسی غم کی وجہ سے نہیں (بلکہ کسی حکمت کی وجہ سے خاموش) ہوتا ہے۔
اگر ہنستا ہے تو اس کی آواز اونچی نہیں ہوتی،
اگر اس پر ظلم ہو تو (جوابی ظلم نہیں کرتا بلکہ انتظار کرتا ہے)
یہاں تک کہ اللہ اس کی طرف سے انتقام لے لیتا ہے۔
اس کا نفس اس کے ہاتھوں تکلیف میں ہوتا ہے،
لیکن لوگ اس کے ہاتھوں سے راحت میں ہوتے ہیں،
(یعنی لوگوں کو آسانی پہنچانے کے لیئے خود کو مشکلات میں ڈالے رکھتا ہے)
وہ اپنے نفس کو اپنی آخرت سنوارنے کے لیئے تھکائے رکھتا ہے،
اور لوگوں کو اپنی طرف سے آسانی میں رکھتا ہے،

جولوگ اسے چھوڑ کر اس سے دور ہو جاتے ہیں،
یہ زہد اور پاکیزگی کی وجہ سے ان سے فاصلے پر رہو جاتا ہے۔
اور اگر کسی کے قریب ہوتا ہے تو رحمت اور نرمی کی وجہ سے قریب ہوتا ہے،
(نہ کہ کسی ذاتی فائدے اور لالچ کی خاطر)
اس کا کسی سے دور ہونا تکبر اور احساس برتری کی وجہ سے نہیں ہوتا،
اور نہ ہی اس کا کسی کے قریب ہونا کسی مکروفریب کے لیئے ہوتا ہے۔
جب مولا کا خطبہ اس مقام پر پہنچا تو ہمام نے ایک چیخ ماری
اور بے ہوش ہو کر ایسے گرے کہ ان کی جان نکل گئی۔
اس پر مولا علی (علیہ السلام) نے فرمایا:
مجھے اس کے بارے میں اسی بات کا خوف تھا،
دلوں میں اتر جانے والی نصیحت اہل دل پر اسی طرح اثر کرتی ہے۔
اس پر ایک کہنے والے (ابن کوّا نامی منافق) نے کہا: یا امیر المومنین! آپ کا اپنے بارے میں کیا خیال ہے؟
(یعنی آپ پر اس نصیحت کا ایسا اثر کیوں نہ ہوا کہ آپ کی بھی جان نکل جاتی؟)
آپ نے جواب دیا: افسوس ہے تجھ پر! ہر ایک کی موت کا ایک وقت مقرر ہے،
جس سے وہ آگے نہیں بڑھ سکتا اور ایک سبب ہوتا ہے جس سے تجاوز ممکن نہیں ہے،
اپنی زبان کو اپنے قابو میں رکھ اور پھر کبھی ایسی بات نہ کرنا،
یہ بات بھی شیطان نے تیری زبان پر جاری کی ہے۔

☆☆☆☆☆

☆☆☆

☆

آیۃ اللہ العظمٰی ڈاکٹر محمد صادقی تہرانی کے اجازت نامہ کا ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی حمد کے بعد تصدیق کی جاتی ہے کہ جناب مستطاب آیۃ اللہ ڈاکٹر سید نیاز ہمدانی نے مسلسل کئی سال تک معارفِ قرآنی کی بنیاد پر، انتھک محنت اور کوشش سے کام کیا ہے اور تحریر وتقریر کے ذریعے اہم اسلامی کردار ادا کررہے ہیں۔ وہ اسلامی تربیت کرنے والے بہترین اور مناسب ترین افراد میں سے ہیں اور تمام عقیدتی، فقہی، اخلاقی اور عرفانی پہلو اِن میں موجود ہیں۔ ان کی اسلامی حیثیت کی پیروی بہت مناسب اور ضروری ہے، خاص طور پر قرآن اور سنتِ قطعیہ کی بنیاد پر عرفانی تربیت کی مکمل صلاحیت رکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کو اپنی خصوصی حفاظت میں رکھے اور مؤمنین کو ان کی پیروی کی توفیق عطا فرمائے۔

حوزہ علمیہ قم۔ محمد صادقی تہرانی

28 ربیع الثانی 1427 ہجری